

## 69931- گھروں کے رونے سے میت کو عذاب ہونے کا معنی

سوال

کیا یہ صحیح ہے کہ میت کے گھروں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے؟  
میت کا گناہ ہے کہ کسی دوسرے کے فعل کی سزا میت کو دی جاتی ہے؟

پسندیدہ جواب

بیہاں اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث ملتی ہیں، اور یہ کسی دوسرے کے گناہ کی میت کو سزا نہیں جیسا کہ ذیل میں بیان کا جا رہا ہے۔  
اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احادیث فرمائی ہوں، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان احادیث کا درج ذیل فرمان باری تعالیٰ سے تعارض ہے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اُر کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا﴾۔ الانعام (164)۔

ذیل میں اس کے متعلق وارد شدہ بعض احادیث اور ان کا وہ صحیح معنی جو اس آیت کے ساتھ معارض نہیں بیان کیا جاتا ہے، اور امام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اعتراض کا علا کی طرف سے جواب بھی پیش خدمت ہے۔

بخاری اور مسلم میں مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"جس شخص پر نوحہ کیا گیا اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جائیگا"

اور مسلم کی روایت میں درج ذیل الفاظ زائد ہیں:

"روز قیامت"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1291) صحیح مسلم حدیث نمبر (933)۔

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہبی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے وہ اپنے باپ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میت کو قبر میں اس پر کیے گئے نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1292) صحیح مسلم حدیث نمبر (927)

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور ایک روایت میں "اس کی قبر کے "الفاظ بھی ثابت ہیں، اور ایک روایت میں یہ الفاظ محفوظ ہیں "اہ"

ابن ملیک بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی مکہ میں فوت ہو گئی اور ہم اس کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے گئے، اور وہاں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ گھر سے آواز آنے لگی تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عثمان کو کہا: کیا تم رونے سے منع نہیں کرتے؟

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقیناً میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے"

تواب بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ بات کیا کرتے تھے، پھر انہوں نے بیان کیا کہ :

..... جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر سے زخمی کیا گیا تو صیب روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور وہ یہ کلمات کہہ رہے تھے: ہائے میرے بھائی، ہائے میرے دوست! تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے کہنے لگے: اے صیب کیا تم مجھ پر رہے اور حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقیناً میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1288) صحیح مسلم حدیث نمبر (929).

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے تو میں نے اس کا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا تو وہ فرمانے لگیں :

اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ :

"یقیناً مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے"

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقیناً اللہ تعالیٰ کافر کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر زیادہ عذاب دیتا ہے"

اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ کے لیے قرآن کافی ہے :

۔(اور کوئی بھی کسی دوسرے شخص کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھایا گا)۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں :

اللہ کی قسم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ بھی نہ کیا۔

اور ابن ابی ملکیہ کہتے ہیں : مجھ سے قاسم بن محمد نے بیان کیا جب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کی خبر ہوئی تو وہ کہنے لگیں :

"تم لوگ مجھے ان دونوں سے حدیث بیان کر رہے ہو جو دونوں جھوٹے نہیں، اور نہ ہی جھٹلائے جاتے ہیں، لیکن سننے میں غلطی ہو سکتی ہے "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

قولہ : (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کچھ بھی نہ کہا)

ان کا سکوت اقرار پر دلالت نہیں کرتا، ہو سکتا ہے انوں نے وہاں جدال اور بحث کرنی ناپسند کی ہو۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین خصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رونے لگیں تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے :

مسیری یہی ٹھرو! کیا تجھے علم نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقیناً میت کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی بنیا پر عذاب دیا جاتا ہے " ۹

صحیح مسلم حدیث نمبر (927).

تو یہ احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین صحابی عمر، ابن عمر، اور مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں، اور ان احادیث میں میت کے گھروالوں کے رونے کی بنیات کو عذاب دیے جانے کا بیان ہوا ہے۔

یہاں چند ایک مسائل بیان کیے جاتے ہیں :

پہلا مسئلہ :

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ ان احادیث سے مطلقاً رونا مراد نہیں، بلکہ یہاں رونے سے مراد نوحہ کرنا اور بلند آواز سے رونا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"سب علماء اپنا مسلک مختلف ہونے کے باوجود اس پر متفق ہیں کہ یہاں رونے سے مراد آواز کے ساتھ رونا اور نوحہ کرنا مراد ہے، نہ کہ صرف آنکھوں سے آنسو بہانا" انتہی

دوسرा مسئلہ :

رہا مسئلہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ان احادیث کو تسلیم نہ کرنا اور انہیں رد کرنا تو یہ ان کا اجتہاد ہے، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وہم ہوا اور غلطی ہوئی ہے، اور یہ احادیث درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کے معارض ہیں :

• (اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا)۔ الانعام (164).

قرطی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انکار کرنا اور راوی پر غلطی اور بھولنے کا حکم لگانا، یا یہ کہ اس نے کلام کا بعض حصہ سنابے اور باقی حصہ نہیں سن، یہ بعید ہے، کیونکہ صحابہ کرام میں سے اس معنی کو روایت کرنے والے بہت ہیں، اور وہ بالجزم روایت کرتے ہیں، تو اس کی نفع کوئی وجوہ اور بجاتش نہیں، اور پھر اس کو صحیح چیز پر محدود کرنا بھی ممکن ہے" انتہی.

اور اگر یہ کہا جائے کہ : عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر حلفاء کیے کہہ دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ :

انہوں نے اپنے غالب گمان کی بنیا پر قسم اٹھائی اور ان کا یہ گمان تھا کہ عمر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وہم ہوا ہے، اور ظن غالب کی بنیا پر حلف اٹھانا جائز ہے، امام نووی رحمہ اللہ کا قول اس جیسا ہی ہے۔

تیسرا مسئلہ :

ان احادیث اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس آیت "اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا" سے استدلال کیا ہے اس کے درمیان جمع اور تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ : ان دونوں کے درمیان تعارض ہے ہی نہیں.

حدیث کی توجیہ اور آیت کے ساتھ عدم تعارض کے متعلق علماء کرام کا طریقہ مختلف ہے، اور اس میں ان کے کئی ایک طریقے میں :

پہلا طریقہ :

امام بخاری رحمہ اللہ کستہ ہیں :

اگر تو میت کی سنت اور طریقہ ہو اور اس نے اپنی زندگی میں رونے کا اقرار کیا تو اس بنیا پر اسے عذاب ہوگا، اور اگر اس کا یہ طریقہ اور سنت نہ تھی تو پھر اسے عذاب نہیں ہوگا، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب بامدھتے ہوئے کہا ہے :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان : "میت کو اس کے گھروالے کے رونے کی بنیا پر عذاب دیا جاتا ہے" جبکہ اس کی سنت یعنی اس کے طریقہ اور عادت میں نو حکم کرنا شامل ہو کے متعلق باب "

حافظ رحمہ اللہ کستہ ہیں :

"تو اس طرح معنی یہ ہوا کہ : گھروالوں کے رونے سے عذاب اس وقت ہوگا جب میت ایسا کرنے پر راضی ہو، وہ اس طرح کہ زندگی میں اس کا یہی طریقہ تھا اسی اور اسی لیے مصنف کا کہنا ہے" اور اگر اس کا طریقہ نہ ہوتا" یعنی جس کو اس کا شعور بھی نہ ہو کہ وہ اس کے ساتھ ایسا کریں گے، یا اس نے اپنا فرض پورا کرتے ہوئے انہیں ایسا کرنے سے منع بھی کیا تھا، تو کسی دوسرے کے فعل کی بنیا پر اس شخص کا موانعہ نہیں ہوگا.

اور اسی بنیا پر اس مبارک رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

جب وہ اپنی زندگی میں انہیں ایسا کرنے سے منع کرتا رہا، اور اس کی وفات کے بعد اس کے گھروالوں نے اس میں سے کچھ کریا تو میت پر کوئی وباں نہیں ہوگا" انتہی.

دوسری طریقہ:

امام نووی رحمہ اللہ نے اسے جسور علماء کی طرف مسوب کیا اور اسے صحیح کہا ہے، کہ اس حدیث کو اس شخص پر مجموع کیا جائیگا جس نے موت کے بعد رونے اور نوح کرنے کی وصیت کی ہو، اور اس کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اس کے اہل و عیال ایسا کریں، تو اس میت کو گھروالوں کے رونے اور نوح کرنے کی بنا پر عذاب دیا جائیگا، کیونکہ اس کا سبب وہ خود ہے، اور یہ اس کی جانب مسوب ہے، لیکن جس میت کے گھروالے اس کی وصیت کے بغیر ہی روئیں اور نوح کریں تو اس بنا پر اسے عذاب نہیں دیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اُر کوئی بھی شخص کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا﴾۔

جسور علماء کا کہنا ہے: عرب کی عادت میں شامل تھا کہ وہ وصیت کرتے کہ مرنے کے بعد اس پر نوح کیا جائے اور رویا جائے، عربی شاعر طرفہ بن عبد کا اسی کے متعلق قول ہے:

جب میں مر جاؤں تو تم مجھ پر اس طرح نوح کرنا اور رونا جس کا میں اہل ہوں، اور اسے معبد کی بیٹی تم مجھ پر اپنا گریبان چاک کرنا۔

ان کا کہنا ہے:

تو اس طرح یہ مطلق حدیث نکل جائیگی اور اسے ان کی عادت پر مجموع کیا جائیگا۔

تیسرا طریقہ:

یہ اس شخص پر مجموع ہوگی جس نے رونے اور نوح کرنے کی وصیت کی ہو، یا پھر نوح نہ کرنے اور نہ رونے کی کوئی وصیت نہ کی ہو۔

جس شخص نے ان دونوں کاموں کو ترک کرنے کی وصیت کی ہو تو اسے ان دونوں عملوں کی بنا پر عذاب اس لیے نہیں دیا جائیگا کہ اس کا اس میں کوئی دخل ہی نہیں، اور نہ ہی اس نے اس میں کوئی کو تباہی کی ہے، اس قول کا ماحصل یہ ہوا کہ: ان دونوں کاموں کو ترک کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے، اور جس نے بھی ان دونوں کاموں سے سستی برقراری اور نہ رونے کے عذاب دیا جائیگا، داود اور ایک گروہ کا قول یہی ہے۔

چوتھا طریقہ:

ایک گروہ کا کہنا ہے: ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ: وہ لوگ میت پر نوح کرتے اور مرثیہ خوانی کرتے ہوئے اپنے گمان میں اس کے اوصاف اور محسن بیان کرتے جو شریعت اسلامیہ میں قبیح شہادت اور اوصاف شمار ہوتے ہیں جن کی بنا پر انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔

تو "اس کے گھروالوں کے رونے کی بنا پر اسے عذاب دیا جاتا ہے" کا معنی یہ ہوا: یعنی جس کے ساتھ اس کے اہل و عیال روتے تھے اس کی نظریہ کے ساتھ۔

ابن حزم رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا اختیار یہی ہے۔

تو وہ لوگ اس میت نے اپنی ریاست اور سرداری میں جو ظلم و ستم کیا ہوتا اس کو خوبیاں سمجھ کر میت پر روتے، اور اس شجاعت پر بین کرتے جو اس نے غیر اللہ کے لیے صرف کی تھی، اور اس جو دو سخاوت کو بیان کرتے جو اس نے حق میں خرچ نہیں کی بلکہ ناحق جگہ میں صرف کی، تو اس کے اہل و عیال اس فخریہ کاموں پر روتے اور اسے ان کی بنا پر عذاب سے دوچار ہونا پڑتا۔

پانچواں طریقہ :

تعذیب یعنی عذاب دینے کا معنی یہ ہے کہ : اہل و عیال کے اس پر رونے کی بنابر فرشتے اس کی توزیع کرتے ہیں، جیسا کہ ابن ماجہ کی درج ذیل روایت میں بیان ہوا ہے :

اسید بن ابو اسید موسی بن ابو موسی اشعری سے بیان کرتے ہیں اور موسی اپنی باپ ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "زندہ کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے، جب زندہ کہتے ہیں ہاتے میرے بازو، ہاتے میرے پہنانے والے، ہاتے میری مدد کرنے والے، ہاتے میرے پھاڑ، اور اس طرح کے جملے تو اسے شدت سے کچھ کر کما جاتا ہے تو اس طرح تھا؟ تو اس طرح تھا؟"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1594).

اسید رحمہ اللہ کہتے ہیں : میں نے کہا : سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے :

۔(اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھانے گا)۔

تو وہ کہنے لگے : تیرے لیے انہوں میں تجھے بتا رہوں کہ مجھے ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے، تو کیا تیرے نے خیال میں ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹ باندھا ہے؟!

یا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھوٹ بولا ہے؟!

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن ماجہ میں حسن قرار دیا ہے.

اور سنن ترمذی کی روایت میں درج ذیل الفاظ ہیں :

"کوئی بھی میت فوت ہوتی ہے تو اس پر رونے والا شخص روتا ہوا یہ کہتا ہے ہاتے میرے پھاڑ، ہاتے میرے سردار، یا اس طرح کی کوئی اور کلام تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اسے دھکے دیتے اور مارتے اور کہتے میں کیا تو اس طرح کا تھا؟"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1003) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اس حدیث کا شاہد صحیح بخاری میں بھی ملتا ہے، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں :

"عبد اللہ بن رواہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگی : ہاتے میرے پھاڑ اور اسی طرح اس نے کئی اور بھی صفات شمار کی اور جب انہیں ہوش آیا تو وہ کہنے لگے : تو نے جو کچھ بھی کہا تو مجھے یہ کہا گیا کیا تو اس طرح کا تھا؟ اور جب وہ فوت ہوئے تو پھر ان کی بہن ان پر نہیں روئی۔"

چھٹا طریقہ :

تعذیب یعنی میت کو عذاب دینے کا معنی یہ ہے کہ میت کے گھر والوں کی طرف سے نوح وغیرہ کرنے کو تکلیف ہوتی ہے، معتقد میں میں سے یہ ابن ابی جعفر کا اختیار ہے، اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اسے راجح کہا ہے، اور صحیح الاسلام ابن تیمیہ اور متأخرین کی ایک جماعت نے اس کی نصرت و تائید کی ہے.

اور اس کا شاہد انہوں نے قیلہ بنت محمد کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے بیٹے پر رونے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"کیا تم پر غلبہ پالیا جاتا ہے کہ تم میں کوئی ایک اپنے ساتھی کے ساتھ دنیا میں اچھا اور بہتر سلوک کرے، اور جب وہ مر جائے تو ان اللہ و انہی را جوں پڑھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم میں سے کوئی ایک روتا ہے تو اپنے ساتھی پر آنسو ہاتا ہے، تو اے اللہ کے بندوں اپنے فوت شدگان کو عذاب سے دوچار مت کرو"

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں : اس کی سند حسن ہے، اور حیثیت نے اس کے رجال کو ثقافت کیا ہے۔

اس حدیث کے متعلق جو اقوال کے گئے ہیں ان میں سے یہ آخری قول سب سے بہتر اور اولی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

کیا میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے؟

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا جواب تھا :

اس مسئلہ میں علماء سلف اور خلف میں نزاع اور اختلاف چلا آ رہا ہے :

اور صحیح یہ ہے کہ : میت پر رونے سے میت کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں ثابت ہے..... پھر ان میں سے بعض احادیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے :

سلف اور خلف میں سے کئی گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے، اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر انسان کو عذاب سے دوچار ہونے کے باب میں سے اور درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کے بھی مخالف ہے :

[(اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجہ (گناہ) نہیں اخراجی گی)]

پھر ان صحیح احادیث کی توجیہ میں کئی ایک طریقے میں ان میں سے کچھ تزوہ جنوں نے احادیث کے راویوں مثلا عمر بن خطاب وغیرہ کو غلطی لکھنے کا کہتے ہیں، یہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا طریقہ ہے۔

اور کچھ وہ ہیں جنوں نے اس پر معمول کیا ہے کہ جو شخص ایسا کرنے کی وصیت کریکا تو اسے اس وصیت کی بنا پر عذاب ہوگا، یہ ایک گروہ مثلا المزنی وغیرہ کا قول ہے۔

اور اس میں کچھ وہ بھی ہیں جنوں نے اسے اس پر معمول کیا ہے کہ جب ان کی یہ عادت میں شامل ہو تو اس منکر کام سے منع نہ کرنے کی بنا پر میت کو عذاب ہوگا کیونکہ اس نے نبی عن المشرک کا کام نہیں کیا، یہ ایک گروہ کا اختیار جن میں میرے دادا ابوالبرکات شامل ہیں۔

اور یہ سب اقوال بہت بھی زیادہ ضعیف ہیں، اور اس کے مقابلہ میں احادیث صحیح اور صریح ہیں جنہیں عمر بن خطاب اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمر اور ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جیسے صحابی روایت کرنے والے ہیں، جن کی روایت کو رد نہیں کیا جاسکتا۔

اور جن لوگوں نے ان احادیث کو اس کے مقتضا پر کھا اور اقرار کیا ہے ان میں سے بعض کا گمان ہے کہ یہ کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر سزا کے باب میں سے ہے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کہنا اور جو چاہے حکم کرتا ہے، ان کا اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر اسے سزا دے گا...

حالاً کہ اللہ تعالیٰ تو کسی شخص کو بھی آخرت میں کسی دوسرے کی بنا پر عذاب نہیں دیتا، بلکہ اس کے اپنے گناہوں کی سزا ہے ملے گی۔

﴿ اور کوئی جان بھی کسی دوسری کا بوجہ (گناہ) نہیں اٹھائیگی ۔ ﴾

اور رہا مسئلہ میت پر اس کے اہل و عیال کے رونے سے میت کو عذاب دینے کا توبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ :

”میت کو اس کے اہل و عیال کے اس میت پر رونے کی سزا دی جائیگی ”

بلکہ یہ فرمایا کہ :

” اسے عذاب دیا جاتا ”

اور عذاب عقاب اور سزا سے بھی عام ہے، کیونکہ عذاب الام اور تکفیٹ ہے، اور جس کسی کو بھی کسی سبب کی سزا نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

”سفر عذاب کا ایک ٹھڑا ہے، وہ تم میں ایک کو اس کے کھانے اور پینے سے روک دیتا ہے ”

تو یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کو عذاب قرار دیا ہے اور یہ کسی گناہ کی سزا نہیں، اور پھر انسان کو کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ امور جسے وہ محسوس کرتا ہے مثلاً ہونا ک آواز، اور گندی اور جیسی روچیں اور قبیح و گندی تصاویر کی بنا پر عذاب اور تکفیٹ سے دوچار ہوتا ہے، اسے اس آواز کو سن کر تکفیٹ ہوتی ہے، اور اسے سونکھ کر تکفیٹ ہوتی ہے، اور کسی چیز کو دیکھ کر تکفیٹ ہوتی ہے، اور یہ سب اس کے عمل نہیں جس پر اسے سزا ہو، تو پھر وہ یہ کیسے انکار کرتا ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے تکفیٹ ہوتی ہے، اور اگر نوحہ اس کا عمل بھی نہ ہو تو بھی اسے تکفیٹ اور سزا ہوگی ؟

اور پھر نوحہ کرنے والے پر ہر حکم نہیں لگاسکتے کہ اسے اس کی بنا پر عذاب ہوگا :

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں :

پھر نوحہ کرنا عذاب ہونے کا سبب ہے، اور بعض اوقاب حکم اس کے معارض سبب کی بنا پر ختم ہو جاتا ہے، تو ہو سکتا ہے میت میں ایسی قوت تکریم ہو جو اس سے اس تکفیٹ اور عذاب کو دور کر دے۔

اور مومن کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی بنا پر جو عذاب اور تکفیٹ ہوتی ہے وہ من جملہ ان تکلیفوں اور سختیوں میں شامل ہے جس کی بنا پر مومن کے گناہ محظرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی بنا پر اس کے گناہ ختم کر دیتا ہے۔

لیکن کافر شخص کو تو اس کی بنا پر اور بھی زیادہ عذاب ہوتا ہے، تو اس طرح اس کے لیے الٰم و تکفیٹ اور سزا دونوں اکٹھی کر دی جاتی ہیں، اور اس کے گھروالوں کے رونے پر اس کو عذاب اور تکفیٹ لامحال ہونی ہے۔

پھر شیخ الاسلام کہتے ہیں :

اور مومن شخص کو جو کچھ دنیا اور بزرگی اور روز قیامت جو تکلیف ہوتی ہے یہی عذاب ہے، یقیناً اس سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کریگا جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"مومن شخص کو جو بھی تکلیف آتی ہے، اور جو غم و حزن آتا ہے اور اذیت ملتی ہے حتیٰ کہ جو کائنات سے لکھا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرتا ہے" انتہی مختصر ادیکھیں : مجموع فتاویٰ الکبریٰ (364/34).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کا معنی کیا ہے ؟

"یقیناً میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے"

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

"اس کا معنی یہ ہے کہ :

جب میت کے اہل و عیال میت پر روتے ہیں تو اسے اس کا علم ہوتا اور اس سے اسے تکلیف ہوتی ہے، اس کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ میت کو اس کی سزا دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

**(کوئی بھی جان کسی دوسری جان کا بوجہ (گناہ) نہیں اٹھائیگی)۔**

عذاب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے سزا ہوتی ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"سفر عذاب کا ایک ٹھڑا ہے"

حالاً کہ سفر کوئی سزا نہیں، لیکن اس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے اور تھک جاتا ہے، تو اسی طرح جب میت کے اہل و عیال میت پر روتے ہیں اسے اسے تکلیف ہوتی ہے اور وہ تھک جاتا ہے، اگرچہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے سزا نہیں ہے۔

حدیث کی یہ شرح واضح اور صریح ہے، اور اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی اس شرح میں یہ ضرورت ہے کہ کہا جائے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جو نوحہ کرنے کی وصیت کرے، یا پھر اس شخص کے متعلق ہے جن کی عادت نوحہ کرنا ہو، اور وہ مرتبے وقت انہیں نوحہ کرنے سے منع نہ کرے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں :

انسان کو کسی چیز کے ساتھ عذاب ہوتا ہے لیکن اسے اس سے کوئی ضرر بھی نہیں پہچا" انتہی۔

دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (17) (408/17)

مزید تفصیل کے لیے آپ فتح اباری (180/3-185) کا بھی مطالعہ کریں۔

واللہ اعلم۔